بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم دو شنبہ

قیمت فی پرچہ

جلد ۵۵/۲۰ | ۱۵ امان ۱۳۴۵ ہش ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ ۱۵ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۶۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ مارچ ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

ربوہ ۱۴ مارچ ۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا کے لئے احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

تعلیم الاسلام کالج کا جلسہ تقسیم اسناد و انعامات

چونکہ خدا تعالیٰ اپنی صفات کاملہ میں غیر محدود ہے اس لئے علمی میدان کی وسعتیں بھی ناپیدا کنار ہیں

علم کی شاہراہ پر منزل بہ منزل آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ اور ہمیشہ ہر منزل کو اپنی پہلی منزل سمجھو

ہر نئے بیت العلم کو تم مقفل پاؤ گے ان میں سے ہر ایک کی کنجی دعا ہے پس تدبیر اور دعا دونوں کو کمال تک پہنچاؤ

کالج سے رخصت ہونے والے ڈگری یافتہ طلباء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا پُرمعارف خطاب

ربوہ — مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء دس بجے صبح تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب اسلامی آداب کے مطابق نہایت سادہ اور پُروقار طریق پر عمل میں آئی ۔ امسال کالج کی کانووکیشن کی اس تقریب کو یہ خصوصی شرف حاصل ہوا کہ اس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرما کر کالج سے رخصت ہونے والے ڈگری یافتہ طلباء کو ایک نہایت ہی پُرمعارف اور بصیرت افروز خطاب سے سرفراز فرمایا اور انہیں نہایت درجہ بیش قیمت اور زریں نصائح سے نوازا ۔ یہ نصائح آب زر سے لکھے جانے اور حرز جان بنانے کے قابل ہیں ۔ ان پر عمل پیرا ہو کر وہ علم و معرفت کے بحر ناپیدا کنار کے شناور بن سکتے ہیں ۔ اور اس بات کے اہل ثابت ہو سکتے ہیں کہ وہ نہ صرف خود دین و دنیا میں حقیقی فوز و فلاح سے ہمکنار ہوں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے ہمکنار کرنے کا وسیلہ بنیں گے ۔

علمی میدان کی ناپیدا کنار وسعت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بصیرت افروز خطبہ اسناد میں فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کاملہ میں غیر محدود اور لامتناہی ہے اس لئے قانون قدرت کا احاطہ تام انسان کی مقدرت میں نہیں ہے ۔ اپنی قدرتوں پر وہ واحد و یگانہ خود ہی احاطہ کئے ہوئے ہے غیر کو اس کی قدرتوں کے جلووں پر احاطہ تام نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی آئندہ ایسا ہو گا ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور ان کی تاثیرات کے غیر محدود اور لامتناہی ہونے کی وجہ سے علمی میدان کی وسعتیں بھی ناپیدا کنار ہیں ۔ اس لئے علم کی نئی راہیں انسان پر کبھی بند نہیں ہوتیں چنانچہ تحقیقی جدوجہد کے نتیجہ میں نئی معلومات کے حصول اور امور جدیدہ کی دریافت کا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے ۔ حضور نے فرمایا ۔ پس ہماری یہ بڑی بھاری غلطی ہوگی ۔ اگر ہم ان قوانین قدرت پر ہی ٹھہر جائیں ۔ جو کثیر الوقوع امور کی وجہ سے تسلیم شدہ ہیں اور نادر الوقوع امور کی تحقیق کے درپے نہ ہوں ۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ وہ کثیر الوقوع امور کے ساتھ ساتھ نادر الوقوع عجائبات بھی ظہور میں لاتا رہتا ہے اور اس طرح ہماری اس طرف راہ نمائی فرماتا ہے کہ علمی میدان کی وسعتیں تمہارے سامنے ہیں ۔ حاصل پر اطمینان پکڑ کے تم کسی ایک مقام پر نہ ٹھہرو بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ ۔

اسلام کی بنیادی تعلیم کا یہ پہلو بڑی ہی عمدگی اور وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے بعد حضور نے ڈگریاں حاصل کرنے والے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ” پس اے میرے عزیزو! علم کی دوڑ میں آپ ایک منزل پر تو پہنچ گئے ہیں ۔ یہ کامیابی آپ کو مبارک ہو مگر یہ نہ بھولیں کہ یہ منزل اس دوڑ کی آخری منزل نہیں ۔ سچ یہی ہے کہ ہنوز یہ پہلی منزل ہی ہے ۔ غافل بشستا یا درماندہ نہ ہونا کہ ابھی اور بھی بہت سی راہیں ہیں جنہیں آپ نے طے کرنا ہے ۔ اور ابھی بہت سی منزلیں ہیں جن تک آپ نے ابھی پہنچنا ہے ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ منزل بھی حقیقتاً پہلی ہی منزل ہوگی ۔ جس پر پہنچ کر آپ کی زندگی اور علم کی تلاش میں آپ کی تگ و دو دم توڑ دے گی پس علم کی شاہراہ پر منزل بہ منزل آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ اور ہمیشہ ہر منزل کو اپنی پہلی منزل سمجھو ۔

بیت العلم کی کنجی

خطبہ اسناد میں طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا ۔ علم کی شاہراہ پر منزل بہ منزل آگے بڑھتے ہوئے جس نئے بیت العلم تک بھی آپ پہنچیں گے اسے آپ بند اور مقفل پائیں گے ۔ اور بغیر چابی کے اسے کھولنا ممکن نہ ہو گا پس یاد رکھیں کہ ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے ۔ علم اور معرفت کا کوئی دقیقہ نہیں جو دعا کے بغیر ظہور پذیر ہو سکے ۔ اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئیں ۔ نئی ایجادات ، نئی معلومات کا انحصار اسی دعا پر ہے ۔ وہ بدمذہب اور لامذہب بھی جو اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتے ، بحث و فکر کے وسیلہ اور تحقیق و تجسس کی تدبیر سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کامیابی کی کوئی بات ان کے دل میں پڑ جائے وہ محجوب ہوتے ہیں اور نہیں جانتے کہ انہیں جو کچھ ملے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہی سے جو مبدء فیض ہے ملے گا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ منکر میرے ہی در کے بھکاری ہیں ۔ پس خدائے قدوس ان پر روشنی کا دروازہ کھول دیتا ہے ۔ اور ان کا مطلب برآری ہو جاتی ہے ۔ برخلاف ان کے وہ جو عرفان کے نور سے منور کئے گئے ہیں ، وہ علیٰ وجہ البصیرت دعا کے ذریعہ اپنے قادر و قدوس خدا سے التجا کرتے ہیں ۔ کہ وہ اپنے فضل سے کامیابی کی راہیں ان پر کھول دے اور وہ ان کی دعا کو قبول کرتے ہوئے انہیں ان کے دل کی مراد عطا کر دیتا ہے ۔ پس تمام عقدہ کشائیاں دعا کے ذریعہ ہی ہوتی ہیں لیکن محجوبانہ دعا کے ذریعہ اور

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۶ء

روٹی کا مسئلہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ:

"بھوک کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی طرف جب قومیں توجہ نہیں دیتیں تو ان قوموں میں بڑے بڑے انقلاب برپا ہو جاتے ہیں جیسے کہ روس میں ریولیوشن (انقلاب) اور دوسرے بہت سے ممالک میں انقلاب اسی لئے برپا ہوئے کہ وہاں اکثر لوگوں کی زندگی کی ضروریات خصوصاً کھانے کا خیال نہیں رکھا گیا۔

اس کے ایک معنے یہ بھی ہیں اور ان آیات سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس دنیا میں جب بھائی بھائی کا خیال نہیں رکھتا۔ اور ایک قوم کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ تو اس قوم پر ایک دن انقلاب کا بھی چڑھ آتا ہے۔ جس میں بہت سے بڑے اور امیر لوگ چھوٹے اور غریب کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ دن ان کے پچھتانے کا ہوتا ہے۔ جس قوم کے ہر فرد کو اس کی ضروریات میسر آتی رہیں۔ اور ان کے دل مطمئن اور ترقی یافتہ ہوں۔ اس قوم میں اس قسم کا انقلاب بپا نہیں ہوا کرتے۔ انقلابات اور ریولیوشنز انہی ملکوں اور قوموں میں ہوتی ہیں۔ جن کے ایک بڑے حصہ کو دھتکارا جاتا ہے۔ اور ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔"

(روزنامہ الفضل مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

آج دنیا میں دو نظریات برسر جنگ ہیں۔ ایک نظریہ سرمایہ داری کہلاتا ہے اور دوسرا اشتراکی۔ پہلے نظریہ کے مطابق ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ جس قدر چاہے دولت حاصل کرے۔ اگرچہ ایسے قانون موجود ہیں۔ جن کے اندر رہ کر دولت پیدا کی جا سکتی ہے۔ مگر دولت پیدا کرنے کی خواہش بعض دفعہ انسان کو غیر قانونی طریقوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اس بات کو چھوڑ بھی دیا جائے۔ پھر بھی سرمایہ داری نظام میں اتنی وسعت موجود ہے۔ کہ ایک انسان محنت اور قابلیت کے سہارے بے پناہ دولت جمع کر سکتا ہے۔ چنانچہ سرمایہ دار ملکوں جیسے امریکہ۔ یورپ کے مغربی ممالک اور ایشیائی ممالک جہاں سرمایہ داری نظام قائم ہیں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے پاس بے حساب دولت جمع ہو گئی ہے۔ اور ان سے بہت زیادہ لوگ ایسے ہیں۔ جن کے لئے دو وقت کی روٹی حاصل ہونا بھی مشکل ہے۔

صنعت و حرفت کی ترقی کے ساتھ ساتھ سرمایہ داری نظام ترقی کرتا چلا آیا ہے اور ایک طرف تو بڑے بڑے کارخانہ دار پیدا ہو گئے۔ اور دوسری طرف مزدوروں کا طبقہ رونما ہوا۔ کارخانہ دار دولت کے سہارے ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان مہیا کر سکتے ہیں۔ مزدوری پیشہ صرف روزانہ روٹی کے لئے ہر روز محنت کرنے پر مجبور ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دولت مند تعداد میں کم ہونے کے باوجود حکومت پر بھی چھا جاتے ہیں۔ مگر مزدور کی آواز بڑی مشکل سے سنی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عوام میں بے اطمینانی رونما ہوئی۔ سٹرائیکیں، ہڑتالیں ہونے لگیں۔

ان حالات میں فکرمند دماغوں نے اس کا حل معلوم کرنے کے لئے تجاویز سوچنی شروع کیں۔ آخر ان تجاویز کا لب لباب اشتراکی صورت میں نمودار ہوا۔ ماہرین اقتصادیات نے اپنی اپنی تجاویز دنیا کے سامنے پیش کیں۔ کئیں کئیں عملی صورتیں بھی پیدا ہوئیں۔ لیکن سب سے بہتر عملی صورت یہودی النسل مارکس نے پیش کی۔ اس نظریہ کی بنیاد قطعاً خالص اقتصادیات پر رکھی گئی۔

مذہب کو نہ صرف اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مذہب کو بھی اشتراکیت کے راستہ میں روک سمجھا گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اشتراکیوں نے دہریت کو منظم جمہوریت میں اختیار کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خصوصیت اشتراکیت کی ہی نہیں ہے۔ بلکہ یورپ کے زمانۂ احیاء کے وقت ہی سے تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ جس کا تعلق خالص مادیات سے نہ ہو۔

اگر یورپ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا تو شاید یہ صورت پیدا نہ ہوتی مگر چونکہ یورپ میں مذہب کو دنیوی ترقی کے راستہ میں روک سمجھ لیا گیا۔ اس لئے علوم و فنون کی ترقی کے لئے صرف مادی زندگی کے محرکات اور نتائج ہی کو سامنے رکھا گیا۔ اس یکطرفہ ترقی کی وجہ سے صرف عقلیت ہی ایک ایسی چیز رہ گئی۔ جس سے تمام مسائل حل کئے جانے لگے۔ اس لئے جب سرمایہ داری نظام کی وجہ سے دو کلاسیں پیدا ہو گئیں۔ تو اس کا ردعمل ضروری تھا۔ اور چونکہ یہ ردعمل بھی مادیاتی نگاہ رکھتا تھا اس لئے اس کا دوسری انتہا تک پہونچ جانا لازمی تھا۔

اشتراکیت کا یہ نظریہ ہے کہ دولت مزدور ہی پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے وہی اس کے مالک ہیں۔ اس لئے سرمایہ دارانہ نظام کو فنا کر دینا ہی اس مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے۔ ہر چیز مزدوروں کی ملکیت ہے۔ اس لئے تمام ایسے ادارے جو سرمایہ داری کے گڑھ ہیں تباہ کر دینا ہی اشتراکیت کے مقاصد کی تکمیل کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ ادارے جن میں حکومت بھی اور کلیسا بھی شامل ہے قوت سے قائم ہیں۔ اس لئے مزدوروں کو اتحاد کر کے ایسے تمام اداروں کو تباہ کر کے تمام پیداوار کے ذرائع پر تصرف جمالینا چاہیئے۔ اس لئے انقلاب اور وہ بھی جبری انقلاب ضروری ہے۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ ایسا انقلاب مارکس اور اس کا ساتھی انجلز جن ملکوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور جو صنعت و حرفت میں سب سے فائق تھے ان میں تو صرف فکری صورت میں رہا۔ مگر عملی صورت میں سب سے پہلے روس میں رونما ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ روس میں مدت سے مطلق العنان حکومت کے مخالف قوتیں کام کر رہی تھیں۔ ان عناصر نے اس نئے نظریہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور جانیں کھپانے کے لئے تیار ہو گئے۔ پہلی عالمی جنگ نے بھی اس میں امداد کی۔ آخر نہایت خونیں انقلاب رونما ہوا جس نے روس کے چپہ چپہ میں زلزلہ بپا کر دیا۔ نتیجہ وہی ہوا جس کی پیشگوئی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برسوں پہلے کر ہوئی تھی۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس انقلاب میں جو کچھ روس میں ہوا تاریخ میں ہمیشہ خون کے حروف سے لکھا ہوا قائم رہے گا۔ شاہی خاندان کی جو حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ شاہی خاندان کے تمام ستون سرنگوں کر دیئے گئے۔ ملک میں بھوت ناچنے لگے۔ ایسے ہی انقلابات اردگرد کے ممالک میں بھی ہوئے۔ چنانچہ آج دنیا کا ½ حصہ ایسا ہے جہاں اشتراکیت اپنے قدم جما چکی ہے۔ مگر یہ طوفان ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ دنیا کا کوئی براعظم نہیں جہاں اس کے قدم نہ پہونچ چکے ہوں۔

آج یہ حالت ہے کہ امریکہ اور برطانیہ اور ان کے حوالی موالی ایک بلاک میں جمع ہو گئے ہیں اور روس دوسرے بلاک کا سربراہ ہے۔ دنیا میں آج جہاں کہیں جنگ کا بھوت نمودار ہوتا ہے۔ اس کی تہ میں یہی دونوں مخالف بلاک کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں ہم ان تبدیلیوں اور تغیرات کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے۔ جو دونوں طرف اتنے عرصہ میں ہوئی ہیں۔ ہمارا مقصد یہاں صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ "روٹی" کا سوال ہی ان تمام انقلابات کا ذمہ دار ہے۔ جو ماضی قریب میں اس کرۂ ارضی پر رونما ہوئے ہیں۔

اسلام نے سب سے پہلے اس برائی کا تدارک کیا ہے۔ چنانچہ شروع ہی میں انفاق کی تاکید فرمائی ہے۔ اور غریبوں کی پرورش کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ انفاق کی یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ جب سوال کیا گیا کہ انفاق کس قدر ہونا چاہیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ جو کچھ اپنے خرچ سے بچ رہے سب کا سب انفاق کر دینا چاہیئے ہر ایک انسان کی کمائی میں دوسروں کا حصہ ہوتا ہے۔ اکتناز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور چند ہاتھوں میں مال و دولت کا جمع ہونا ناپسندیدہ کیا ہے۔ خداداد رزق سے سب مخلوق کو حتی الوسع یکساں طور پر متمتع ہونا چاہیئے۔

اسلام نے انفاق کی بنیاد ہمدردی بنی نوع انسان پر رکھی ہے نہ کہ جبر پر جیسا کہ کمیونزم کا اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی وہی ہے جو خدمت خلق کے لئے اپنے خداداد رزق کو خرچ کرتا ہے۔ اس طرح نہ انسانی قوتیں بےکار رہتے ہیں۔ اور نہ معاشرہ میں جبر و استبداد کی راہ کھلتی ہے۔ اسلام میں ایک بخیل کے لئے یہ سزا ہے کہ اس کے فالتو مال کو قبول نہ کیا جائے۔ چنانچہ جب ایک شخص نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ تو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس کو یہ سزا دی کہ اس سے کبھی زکوٰۃ نہ لی جائے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ اپنے خدام کو بھی وہی کھانا کھلایا جائے۔ جو آقا خود کھائے۔ اور اسکو بھی ویسے ہی لباس

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

قرآن کریم کی روشنی میں

حضرت المصلح الموعودؓ کے چند علمی انکشافات

(از مکرم عبدالرب صاحب انور ایم۔ ایس سی ابن مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی جو علامات بیان فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ

"علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

اور ان علوم کا مقصد یہ تھا کہ تا دنیا پر "کلام اللہ کا مرتبہ" ظاہر ہو۔ یہ علامت بھی حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی چنانچہ حضور نے دنیا کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور مَیں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔

یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے کئی کالج کھلے ہوئے ہیں بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پائے جاتے ہیں۔ مَیں ان سب سے کہتا ہوں دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علم کے ذریعہ قرآنِ کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس اعتراض کا ردّ ہو گیا اور مَیں دعوے کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآنِ کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دونگا۔"

(تقریر ۱۲ رمارچ ۱۹۴۴ء برموقع اجلاس دعویٰ مصلح موعود منعقدہ لاہور)

مگر غیرتِ حق کے اس بے مثال مظاہرے پر سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور حقیقت شناس علم و ہنر کے نام نہاد چراغ آسمانی روشنی میں بجھ گئے اور کلام اللہ کا حقیقی مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو گیا۔

اس پردۂ کائنات پر کوئی متنفس ایسا نہیں کہ جس نے اسلام اور قرآنِ کریم پر کوئی اعتراض کیا ہو اور اس کا حقیقت پسندانہ معقول اور دلائلِ قطعیہ و براہینِ قویہ سے آراستہ و پیراستہ جواب اس مردِ مجاہد نے نہ دیا ہو۔ ع

ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

(آمین)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے جو قرآنی حقائق و معارف ظاہر ہوئے اور ان کی بدولت حضور نے جو اہم علمی انکشافات فرمائے اس کی چند مثالیں درجِ ذیل کی جاتی ہیں۔

ترتیب انبیاء علیہم السلام

بہت سے مفسرین کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں ترتیب نہیں اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر تاریخ بعثت کے مطابق نہیں بلکہ جو انبیاء علیہم السلام پہلے مبعوث ہوئے ان کا ذکر بعد میں ہے اور جن کی بعثت ابتدائی زمانہ میں ہوئی ان کا تذکرہ بعد میں کیا گیا ہے۔

مثلاً سورۃ مریم میں خدا تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا ذکر کیا ہے لیکن اس ترتیب سے ان کا ذکر نہیں کیا جس طرح انکا ظہور ہوا تھا بلکہ پہلے حضرت ذکریا کا پھر حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے پھر حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت اسحٰقؑ پھر حضرت یعقوبؑ اور پھر حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے۔

یہ ایک ایسا مسئلہ بن گیا جس پر بڑے بڑے اکابرین اور مفسرین نے جو کہ تفسیر قرآنی میں یدِطولیٰ رکھتے تھے اپنے فکر و تدبر کو نکتہ عروج تک پہنچایا مگر اس اعتراض کا جواب دینے سے قاصر رہے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بدلائل ثابت فرمایا کہ قرآنِ کریم میں نہ صرف معنوی بلکہ ظاہری ترتیب کو بھی مدِّنظر رکھا گیا ہے حتیٰ کہ ناموں کو بھی زمانہ کے لحاظ سے ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ مضمون کی ترتیب کی وجہ سے انہیں آگے پیچھے کرنا پڑا ہو اور اس میں کیا شک ہے کہ معنوی ترتیب زبانی ترتیب پر مقدم ہے۔ چنانچہ سورۂ مریم میں ترتیب انبیاء کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"تیرہ سَو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں بھی یہ مضمون بیان نہیں کیا گیا اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی صرف مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس نکتہ کو کھولا۔

یہ ترتیب دو وجوہ سے اختیار کی گئی:۔

اوّل:۔ یہ بتانے کے لئے کہ بانی سلسلہ موسویہ یا اسرائیلی شرک کا دشمن تھا پھر اس کی نسل کا ایک فرد شرک کو قائم کرنے والا کس طرح ہو سکتا ہے۔

دوئم:۔ یہ بتانے کے لئے کہ ابراہیمؑ نے دو بیٹوں کے متعلق خبر دی تھی ایک اسحٰقؑ کی جس میں سے موسیٰ نے سلسلہ کی بنیاد رکھی اور دوسرے اسمٰعیل کی۔ موسوی سلسلہ کو کبھی ختم ہونا چاہیئے تھا تاکہ اسمٰعیلی سلسلے کے وعدے شروع ہوتے۔ پس مسیحؑ کی آمد سے جو بغیر باپ کے تھا اسرائیلی سلسلہ ختم ہوا تاکہ اسمٰعیلی سلسلہ شروع ہو۔ اسی وجہ سے اس سورۃ میں پہلے ذکریا کا ذکر کیا جو مسیح کے لئے بطور ارہاص کے آنے والے وجود کے والد تھے۔ پھر حضرت یحییٰؑ کا ذکر کیا کیونکہ وہ مسیحؑ کے لئے بطور ارہاص آئے تھے پھر مسیحؑ کا ذکر کیا اور اس بات کے دلائل دئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب مسیحیت ایک شاخ ہے تو تم یہ سوچو کہ کیا یہ شرک کی تعلیم جڑ میں بھی پائی جاتی تھی یا نہیں۔ جب ابراہیم جس کی تم ایک شاخ ہو جو موحد تھا تو اس کی نسل کا ایک فرد شرک کا قائم کرنے والا کس طرح بن گیا۔ اس کے بعد اسحٰق اور یعقوب اور موسیٰ کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ وعدے جو اسحٰق کے ساتھ کئے گئے تھے پورے ہو گئے اور تمہارا سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم تمہیں ان وعدوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ابراہیم کے دوسرے بیٹے اسماعیل کے متعلق کئے گئے تھے اور تمہیں بتاتے ہیں کہ ان ہی وعدوں کے مطابق اسماعیل کی نسل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں پھر تمہیں ان پر کیا اعتراض ہے۔ اگر اوپر کا مضمون مدِّنظر نہ ہوتا تو اس ترتیب کا کوئی مفہوم نہ تھا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ مریم صفحہ ۲۶۴)

اس طور پر اس مردِ خدا نے نہایت احسن پیرایہ میں اس ترتیب کی اصل حقیقت اور بظاہر بے ترتیبی کی وجہ بیان فرما دی اور اس حکمت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم میں ہر لفظ کا مقام اپنے اندر ایک بڑی حکمت لئے ہوئے ہے۔ اور اس حکمت سے خدائے قدوس انہی لوگوں کو مطلع کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک اور زبردست انکشاف جو قرآن کریم سے بیان فرمایا وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ہے اب تک بدستور چلا آتا ہے کہ عیسائی حضرت مسیح کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر بیان کرتے ہیں اور اس یوم کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں چنانچہ ان ایام کو

Christmas days

کہا جاتا ہے۔ تمام اداروں میں اس یوم تعطیل ہوتی ہے اور عیسائیوں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔ یہ تاریخ انجیل کی کتاب لوقا کے مطابق مناتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ قیصر اگسطس نے اس وقت مردم شماری کا حکم دیا تھا جس کے لئے یوسف اور مریم ناصرہ سے بیت لحم گئے اور وہیں حضرت مسیح کی ولادت ہوئی اور یہ ۲۵ دسمبر کا دن تھا۔

مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تو فرزندِ اسلام تھے اور جسمانی طور پر کاسرِ صلیب کے فرزند تھے آپ نے اسلام کی برتری عیسائیت پر اس طور پر بھی ظاہر فرمائی کہ قرآن کریم کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام جولائی کے آخر یا اگست میں

پیدا ہوئے اور صرف دعویٰ ہی نہیں فرمایا بلکہ انجیل کے حوالوں سے یہ ثابت فرمایا کہ قرآنِ کریم کا بیان درست ہے

ایک آیت کی لطیف تفسیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت مسیحؑ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جبکہ کھجور درخت پر تیار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ میں خدا تعالےٰ حضرت مریمؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کھجور کی ٹہنی کو پکڑ کر ہلا وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی یعنی حضرت مسیح کی ولادت پر جس کا آیت گزشتہ میں ذکر ہے حضرت مریمؑ ایسے علاقہ میں تھیں جہاں کھجور کے درخت ہو اور پھر اس موسم میں تھیں جب درخت پر تازہ کھجور موجود ہو اور جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے کھجور زیادہ تر جولائی اگست میں ہوتی ہے اس لئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت جولائی اگست میں ہوئی نہ کہ دسمبر میں۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں :-

”چونکہ قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور تیار ہوتی ہے اور کھجور زیادہ تر جولائی اگست میں ہوتی ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح جولائی یا اگست میں پیدا ہوئے اور حضرت مریمؑ کو اکتوبر یا نومبر میں حمل ہوا اگر وہ جولائی کے مہینے میں یا اگست کے شروع میں پیدا ہوئے تھے تو حضرت مریمؑ کو اکتوبر میں حمل ہوا اور اگر اگست کے وسط یا آخر میں پیدا ہوئے تو حضرت مریمؑ کو نومبر میں حمل ہوا۔ بہر حال قرآنِ کریم کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کو ۱۵۔ اکتوبر سے ۱۵۔ نومبر تک کسی تاریخ میں حمل ہوا ہے۔ تبھی جا کر اس موسم میں بچہ پیدا ہوتا ہے جس میں کھجور زیادہ تر پھل دیتی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ پھر انجیل میں مسیح کی پیدائش کا موقع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

”اسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔

(لوقا باب ۲ آیت ۸)

ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا نہ کہ شدید سردی کا۔ دسمبر کا مہینہ تو علاوہ شدید سردی کے فلسطین میں سخت بارش اور دھند کا ہوتا ہے کون یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ ایسے موسم میں کھلے میدانوں میں چرواہے اپنے گلوں کو لے کر باہر نکل آئے تھے صاف ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا۔ چنانچہ پیکس تفسیر بائیبل میں انجیل لوقا کے مفسر پرنسپل اے۔ جے۔ گریو ایم۔ اے۔ ڈی کی طرف سے لوقا کے اس بیان پر کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش جس موسم میں ہوئی تھی اس وقت چرواہے گلوں کو باہر نکال کر کھلے میدانوں میں راتیں بسر کرتے تھے مندرجہ ذیل تبصرہ موجود ہے کہ ”یہ موسم ماہ دسمبر کا نہیں ہو سکتا۔ ہمارا کرسمس ڈے متعلقہ بعد کی ایک روایت ہے جو کہ پہلے پہل مغرب میں پائی گئی“

اسی طرح بشپ جارنس اپنی کتاب RISE OF CHRISTANITY میں تحریر کرتے ہیں :-

”اس تعین کے لئے کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ ۲۵ر دسمبر ہی مسیح کی پیدائش کا دن تھا اگر ہم لوقا کی بیان کردہ ولادت مسیح کی کہانی پر یقین کر لیں کہ اس موسم میں گڈریے رات کے وقت اپنی بھیڑوں کی گلہ کی نگرانی بیت لحم کے قریب کھیتوں میں کرتے تھے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش موسم سرما میں نہیں ہوئی جبکہ رات کو ٹمپریچر اتنا گر جاتا ہے کہ یہودیہ کے پہاڑی علاقہ میں برف باری ایک عام بات ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کرسمس ڈے کافی بحث تمحیص کے بعد قریباً ۳۰۰ء میں متعین کیا گیا ہے“

(صـ۷۹)

(از تفسیر سورۃ مریم صـ ۱۸۲-۱۸۵)

طوالت مضمون کے خوف سے صرف دو مثالیں ان لاتعداد علمی انکشافات میں سے پیش کرتا ہوں جن کا تعلق علوم باطنی سے ہے اور در حقیقت ان انکشافات کی فہرست بھی اس مختصر مضمون میں پیش کرنا بعید از قیاس ہے۔ (باقی)

اطفال اور تحریک جدید

حضرت امیر المومنین کے تازہ ارشاد کی تعمیل میں ہر بچے کو تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہونا چاہیئے عہدیداران مجالس اطفال کے وعدے لے کر جلدی مرکز کو بھجوا دیں اور اسکی اطلاع ہمیں بھی دیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

لیڈر (بقیہ صـ۲)

پہنایا جائے۔ اس طرح اسلام نے آقا اور غلام کا فرق مٹا دیا ہے۔ ہمسائے کے متعلق تو یہاں تک خیال رکھا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو ہمسائے کے حقوق کا اتنا خیال ہے کہ متوفی کی وراثت میں ہمسائے کا حق بھی شامل کر دیا جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں اسلامی نظام بغیر تقوی اللہ کے قائم نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اس وقت سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ دلوں میں صحیح مذہب کی حس بیدار کی جائے۔ جب تک یہ یقین پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی رب العالمین ہے اس وقت تک دنیا خونیں انقلاب کی زد میں رہے گی۔ اسلام نے جہاں خدا شناسی کے طریق دئے ہیں وہاں دنیا میں صحیح زندگی بسر کرنے کے قوانین بھی پیش کئے ہیں جن میں پہلا اصول ”روٹی“ کی ایسی تقسیم ہے جس سے کوئی فرد انسانی محروم نہ رہے۔

اگر ماضی میں اسلامی ممالک اسلامی نظامِ معیشت کا نمونہ حکومتی سطح پر دنیا کے سامنے پیش کرتے تو آج دنیا میں وہ خونیں انقلاب رونما نہ ہوتے۔ جو دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہو جانے سے رونما ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ نے اپنی تصنیفات میں وضاحت فرمائی ہے جماعتِ احمدیہ میں وصیت کا نظام ایک دن ایسی صورت اختیار کریگا کہ روٹی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

کئی لوگوں نے اسلامی نظامِ معیشت پر تصانیف شائع کی ہیں جہاں تک اسلامی قوانین کا تعلق ہے ان لوگوں کی تشریحات صحیح ہیں لیکن اسلامی نظامِ معیشت کی تکمیل بغیر تقوی اللہ کے ناممکن ہے اس لئے اس نظام کو محض ایک ”ازم“ کے طور پر پیش کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جو لوگ ایسا کرتے ہیں اسلامی نظامِ معیشت کی جڑ کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس لئے وہ کوئی عملی نمونہ پیش کرنے سے عاری ہیں اسلئے کوئی گروہ جس کو زندہ خدا پر حق الیقین نہ ہو اور محض فلسفیانہ دلائل پر انحصار رکھتا ہو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ صرف جماعتِ احمدیہ ہی اس زمانے میں کامیاب ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ایسے خدا پر حق الیقین رکھتی ہے جو آج بھی اپنے وجود کا ثبوت مکالمہ و مخاطبہ کے ذریعہ اسی طرح دیتا ہے جس طرح وہ پہلے زمانوں میں دیتا رہا ہے۔

تعمیر ہال مجلس خدام الاحمدیہ

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب)

خاکسار نے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اجازت اور خوشنودی کے ساتھ تعمیر ہال کے ضمن میں ۳۱۳ روپے کی ایک تحریک احباب جماعت کی خدمت میں پیش کی تھی خدا تعالےٰ کے فضل سے توقع سے زیادہ احباب نے اس تحریک میں وعدہ دیا لیکن وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں جس کی وجہ سے اب تعمیر کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اس لئے خاکسار ان تمام بھائیوں کی خدمت میں جنہوں نے ۳۱۳ روپے کا وعدہ کیا ہے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد اپنا وعدہ پورا کرنے کی طرف توجہ دیں نیز دوسرے مخیر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ تعمیر ہال میں ہماری مدد فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

جن احباب نے جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ ہال دیکھا ہے وہ ضرور اس بات کو سمجھ گئے ہوں گے کہ ربوہ میں اس قسم کے ہال کی کتنی ضرورت تھی۔ پس سب احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق مدد فرمائیں اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام

مرزا رفیع احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کا شوقِ شہادت

(از لئیق احمد صاحب طاہر درجہ سادسہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

(قسط دوم)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر حضرت خالدؓ بن ولید صرف دس جوانوں کو لے کر کئی ہزار فوج کے مقابل پر نکلے اور حاکم کو اپنی حراست میں لے لیا۔ شام تک جنگ جاری رہی اس بادشاہ کو قتل کر دیا گیا۔ اور جب حضرت ابوعبیدۃ ابن الجراح لشکر کے ہمراہ میدان کارزار میں پہنچے تو یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ دشمن کی لاشوں سے میدان اٹا پڑا ہے اور اکثر مسلمان محفوظ ہیں۔ آپ نے حضرت خالد کو مبارکباد پیش فرمائی۔ اور ان کی بہت تعریف کی۔

حضرت امام حسینؓ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اہل کوفہ نے حضرت مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا ہے اور اب آپ کا ساتھ دینے پر کوئی بھی آمادہ نہیں۔ اور آپ سمجھتے تھے کہ ان حالات میں کوفہ کی طرف سفر کرنا گویا جان پر کھیل جانا ہے۔ مگر حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کے لئے اور حق کو حق ثابت کرنے کے لئے بڑھتے گئے اور آخر اپنی اور اپنے عزیز و اقارب کی قربانی دے کر ثابت کر دیا کہ حق ہر حال میں حق ہے خواہ اس راہ میں جان سی عزیز متاع سے بھی ہاتھ دھونا پڑے حقیقت یہ ہے کہ دین۔ قوم اور ملک کی خاطر جان کی بازی لگانا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی فرمایا ہے مَن قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد۔ ایسی قربانی کے وقت انسان کے مدِ نظر ایک عظیم مقصد ہوتا ہے۔ وہ اپنی جان قربان کر کے بنیادی حقوق کا تحفظ کر رہا ہوتا ہے اس کی قربانی سے پوری قوم اور معاشرے کو گرانقدر فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ ایک نیک مقصد کی خاطر قربانی دیتا ہے۔ اسی لئے اسلامی اصطلاح میں اس شخص کو شہید کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کا بہت بڑا مقام بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام خودکشی سے نفرت دلاتا ہے خودکشی کرنے والے شخص کا جنازہ پڑھنے سے بھی احتراز کیا جاتا ہے۔ خصوصاً امام وقت کو اس کا جنازہ نہ پڑھنا چاہئے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس فعل سے نفرت پیدا ہو۔ خودکشی کرنے والا شخص خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اس کی موت سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا خدا تعالیٰ نے مایوسی اور ناامیدی سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی ہے۔ جیساکہ

قرآن مجید میں آتا ہے لا تقنطوا من رحمة الله۔ پھر فرمایا۔ ولا تيئسوا من روح الله اسلامی تعلیم یہ ہے کہ عسر ہو یسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہو۔ خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے قویٰ سے پورا پورا کام لو اور محنت و ہمت سے کام کرو۔ عموماً خودکشی کرنے والوں کا کردار بہت گھناؤنا ہوتا ہے وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جرائم پیشہ لوگ سزا سے بچنے کے لئے یہ راہ اختیار کرتے ہیں لیکن اسلام انسان کی دین و دنیا میں حقیقی راہنمائی کرتا ہے۔ انسان کو مجرمانہ زندگی سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے اور پاک و صاف مومن بناتا ہے ہاں اگر کسی سے غلطی یا جرم صادر ہوا ہے تو صدق دل سے اس کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے اور خدا کے حضور استغفار کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کا ایمان اور عزم قابل ستائش ہے۔ اس کے برعکس ایک خودکشی کرنے والا شخص بزدل مایوس۔ اور مجرم کی حیثیت میں ظاہر ہوتا ہے دنیوی مصائب کا مقابلہ کرنے کی جرأت اس میں ناپید ہو جاتی ہے۔ اقبال جرم کی بجائے غلط راہ اختیار کرتا ہے۔ اس طریق کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا اسی لئے اسلام میں خودکشی کو نہایت درجہ ناپسند کیا جاتا ہے۔

اسلامی جنگوں میں جن لوگوں نے غیر معمولی حالات میں غیر معمولی قربانیاں دیں ہیں (جیسا کہ اوپر کی چند مثالوں سے ظاہر) ان کی قربانی ایک نیک مقصد کی خاطر تھی۔ لوگوں سے داد و دہش لینا ان کا مقصد نہ تھا۔ بہادری اور شجاعت کے کارنامے سرانجام دینا ان کا مطمح نظر نہ تھا دنیا داری اور دکھاوے کی خاطر وہ لوگ میدان کارزار میں نہ کودے تھے بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہوں نے اپنی جان و مال اور عزت و وقت کی قربانی دی۔ یہ لوگ بنیادی حقوق کی حفاظت کی خاطر قربانیاں دے رہے تھے۔ ان قربانیوں کی چند مثالیں اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔ اب چند ایک اور مثالیں درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

حضرت سعد الاسودؓ نوجوان صحابی تھے۔ آپ کو حصول رشتہ میں سخت دقت کا سامنا پڑا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عمرو بن وہب کی صاحبزادی نے آپ کے ساتھ شادی کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا حضرت سعد الاسودؓ کو اس ہمہ صفت پاک تر لڑکی کے ساتھ رشتہ طے ہونے پر بہت خوشی ہوئی۔ آپ شادی بیاہ کا ضروری سامان خریدنے کے لئے بازار گئے اچانک منادی کی آواز آئی۔ يَا خَيْلَ اللّٰهِ اركبي وبالجنة ابشري" اے خدا کے سپاہیو جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت پاؤ۔ یہ آواز سنتے ہی آپ نے شادی کا خیال ترک کر دیا اور تلوار نیزہ اور گھوڑا خریدا اور مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ میدان جنگ میں پہنچکر دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ نو عروس سے ہم آغوش ہونے کی بجائے عروسِ تیغ سے ہمکنار ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی لاش کے پاس تشریف لائے۔ آپ کا سر گود میں رکھ لیا اور دعا فرمائی اور تمام سامان مرحوم کی بیوی کے پاس بھجوا دیا۔

آخر وہ کونسی بات تھی کہ حضرت سعد الاسود نے اپنی تمام نفسانی خواہشات کچل ڈالیں اپنے جذبات کو ذبح کیا اور دلی تمناؤں کو نظر انداز کر دیا حقیقی خدام اسلام تو یہی لوگ تھے جن کے دل میں محض خدا اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ موجزن تھا۔ بحیثیت انسان ان کے دلوں میں بھی ماں باپ۔ بیوی بچوں اور اقرباء کی محبت موجود تھی۔ لیکن ہمارے قابل صد افتخار صحابہ اپنی اس محبت کو خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت پر قربان کر دیتے تھے۔ حضرت سعد الاسودؓ نے بظاہر جہادِ اصغر یعنی جہاد بالسیف کرتے ہوئے شہادت پائی۔ لیکن اس جہادِ اصغر میں ایک اور جہاد مضمر ہے۔ اور وہ ہے جہاد اکبر۔ آپ نے اپنے نفس کی انانیت کو کچل ڈالا اور خدا تعالیٰ کی رضا و تسلیم میں اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا

جنگ یرموک میں دشمن کی تعداد لشکرِ اسلام کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت عکرمہؓ کو ایک دستہ کا افسر مقرر کیا۔ دشمن بہت زبردست تھا۔ اس نے ایسا حملہ کیا کہ ابتداء میں تو لشکر اسلام کے قدم ڈگمگا گئے۔ حضرت عکرمہؓ یہ حالت دیکھکر دیوانہ وار دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بلند آواز سے کہا جو اس وقت موت پر لبیک کہتا ہے وہ میرے ساتھ آگے بڑھے۔ چار سو جوانوں کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ گو سارا لشکر ہی شوق شہادت سے معمور تھا۔ لیکن ان جوانوں نے ایسے جذبہ اور جوش و خروش اور سبک دستی سے دودھاری تلوار چلائی کہ لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا۔ ہزاروں کفار کھیت رہے اور اسلام کو غیر معمولی فتح ہوئی۔ آفرین ہے ان چار سو جوانوں پر کہ ان میں سے اکثر نے اس معرکہ میں پیغام شہادت کو لبیک کہتے ہوئے اپنی بیعت کو سچا ثابت کر دکھایا۔ اور جو باقی بچے وہ بھی زخموں سے چور چور تھے۔

اسلام کو جو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی ہیں زبانی باتوں سے حاصل نہیں ہوئیں بلکہ ایسی ہی قربانیوں سے حاصل ہوئی ہیں حالیہ جنگ میں ہماری بہادر اور جانباز سپاہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اسلام کی لاج رکھی ہے۔ آج تمام عالم میں ان کی مدح سرائی ہو رہی ہے

موجودہ زمانہ میں قربانی کا جذبہ سرد پڑ چکا تھا۔ لیکن مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہو گیا ہے۔ اسلام کی ترقی کے بارے میں خدا تعالیٰ اٹل فیصلہ فرما چکا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد"

کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اس سعید و بابرکت زمانہ میں اسلام کی خاطر قربانیاں کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اور شہادت کا مقام پاتے ہیں۔

چکوال سے تعلق رکھنے والے احباب سے ضروری گذارش

جماعت چکوال ان احمدی احباب اور نوجوانوں کی خدمت میں جن کا اصل وطن چکوال ہے اور جو بسلسلہ ملازمت یا کاروبار پاکستان اور بیرونی دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک ضروری گذارش کرنا چاہتی ہے:۔

مسجد احمدیہ چکوال جس کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں رکھی گئی تھی ایک لمبا عرصہ گزر جانے کی وجہ سے کافی حد تک مرمت طلب ہو چکی ہے۔ جو کہ مقامی وسائل کے لحاظ سے ایک خاصا مشکل کام ہے۔ اسلئے چکوال سے وطنیت کا تعلق رکھنے والے احمدی احباب سے گذارش ہے کہ اپنی نیک اور گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے مسجد احمدیہ چکوال کے لئے عطیہ جات عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے یہ نیک اور صدقہ جاریہ کا رنگ رکھنے والا کام سرانجام پا سکتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار:۔
غلام احمد مرزا سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ چکوال
ضلع جہلم

تحریک جدید کے متعلق خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"نوجوانوں کو خصوصاً خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ جہاں جہاں بھی ہوں پورے زور کے ساتھ اس میں حصہ لینے کی ترغیب دلائیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ سارے شہر اور علاقہ میں پھریں خود وعدے لکھوائیں اور جو لوگ اس میں شامل نہیں یا جو لوگ مصنوعی طور پر اس میں شامل تھے ان کے برسر روزگار ہونے کی وجہ سے ان کے والدین نے رسمی طور پر ان کی طرف سے حصہ لیا ہوا تھا یا جن لوگوں نے پورے طور پر حصہ نہ لیا تھا۔ ان سے وعدے لکھوائیں اور پھر ان کی وصولی کی طرف بھی توجہ دیں" (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ضروری اعلان

رپورٹ سالانہ بابت ۶۵-۱۹۶۴ء شائع ہو چکی ہے۔ جو عہدیداران جلسہ سالانہ پر نہیں جا سکیں۔ براہ مہربانی بذریعہ کارڈ اطلاع دے کر منگوا لیں۔ اس میں گذشتہ سال کی کارگذاری اور آئندہ سال کے لئے کام کی سکیم درج ہے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ — ربوہ)

شکریہ احباب

میں جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا نہایت ہی ممنون ہوں جنہوں نے کہ میرے والد محترم شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے کی اچانک وفات پر ہماری فوری امداد فرمائی اور اپنے کاروبار چھوڑ کر جنازہ میں شمولیت فرمائی جس کا ہمارے دلوں میں ہمیشہ قدر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ نیز بزرگان سلسلہ و درویشانِ قادیان سے التماس ہے کہ میرے والد محترم کے بلندی درجات کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ عند اللہ ماجور ہوں"۔

(خاکسار:۔ خالد پرویز شیخ۔ ایڈمن آفیسر ۸-۹۸ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

مسجد احمدیہ ڈنمارک کی تعمیر میں نمایاں حصہ لینے والی خواتین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جن بہنوں کو مسجد احمدیہ ڈنمارک کی تعمیر کے لئے ۳۰۰/- روپے یا اس سے زائد اپنی یا اپنے مرحومین کی طرف سے تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جزاھن اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۳۳۶ - صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ ... ۳۰۰

۳۳۷ - محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ .. - ۳۰۰

۳۳۸ - محترمہ منیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری مقبول احمد صاحب " .. - ۳۰۰

۳۳۹ - ایک بہن جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتیں۔ منجانب والدین " .. - ۳۰۰

۳۴۰ - محترمہ غلام عائشہ صاحبہ اہلیہ عبد القدیر خان صاحب شاہدرہ لاہور .. - ۳۰۲

۳۴۱ - محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری محمود احمد صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جیل ملتان شہر .. - ۳۰۰

۳۴۲ - محترمہ رشیدہ باسمہ صاحبہ اہلیہ مولوی بشارت احمد صاحب بشیر فری ٹاؤن (مغربی افریقہ) منجانب والدہ صاحبہ مرحومہ ... ۳۰۰

۳۴۳ - محترمہ نور بی بی صاحبہ مرحومہ بذریعہ مکرم صوفی غلام محمد صاحب چک ۲۷۰/۸ ضلع تھرپارکر سندھ (از والدہ خود) ... ۳۰۰

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

اعلانات دار القضاء

۱۔ مسماۃ صفیہ بیگم صاحبہ بھٹی D/۱۱۷ احمد کمرشل کالج کشمیری بازار راولپنڈی نے درخواست دی ہے کہ میرا خاوند مکرم نصیر احمد صاحب بھٹی وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کے نام دس مرلہ اراضی قطعہ ۱۵ بلاک ٹ واقع محلہ دار الصدر غربی الاٹ ہے۔ لہٰذا یہ اراضی میرے نام منتقل کر دی جائے۔ کیونکہ مرحوم نے میرا حق مہر ادا کرنا تھا۔ جو مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے اور دیگر ورثاء کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے

بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم تک اطلاع دی جائے۔

۲۔ مکرم معراج دین ولد میاں محمد حسین صاحب حجام مرحوم C/۵ فضل ربانی بلڈنگ پو کارپوریشن بلڈ نے درخواست دی کہ خاکسار کے والد میاں محمد حسین صاحب حجام ولد نبی بخش صاحب اندرون موچی دروازہ لاہور عرصہ تقریباً تین سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں۔ مرحوم موصی تھے اور مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن ہیں۔ مرحوم نے ایک کنال اراضی پلاٹ ۱۲/۱۹ دار الرحمت وسطی ربوہ میں خرید کر کے اس پر مکان تعمیر کیا ہوا تھا۔ جو میرے والد صاحب مرحوم کی ملکیت ہے۔ اب میں اپنے والد صاحب کا واحد وارث ہوں۔ میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ میرا اور کوئی بھائی یا ہمشیرہ نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ مکان مذکورہ بالا پلاٹ ۱۲/۱۹ رقبہ ایک کنال واقعہ محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔

اس درخواست پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب کی تصدیق درج ہے۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جائے۔

۳۔ محترم حاجی ملک محمد عبد اللہ صاحب مرحوم سابق نائب ناظر بیت المال ربوہ کے ورثاء (مکرم سعید احمد خان صاحب) مکرم رشید احمد خان صاحب پسران اور محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ، محترمہ نعیمہ بیگم صاحبہ اور محترمہ حفیظہ بیگم صاحبہ دختران) نے درخواست دی ہے کہ ہمارے والد صاحب موصوف مورخہ ۲۹/۲/۶۶ کو وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی امانت ذاتی تحریک جدید میں مبلغ ۲۲-۵۰۱۵/۵ روپے جمع ہیں۔ مرحوم کے ذمہ مبلغ ۷۵-۲۳۸۳ روپے بطور حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو واجب الادا ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا امانتی رقم میں سے یہ حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو بتوسط مکرم ناظم صاحب جائیداد ادا کر دیا جائے اور بقیہ رقم مبلغ ۵۱-۱۹۱ روپے مکرم رشید احمد خان صاحب کو ادا کر دی جائے۔ ہمیں کوئی عذر نہیں۔ اس درخواست پر مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم رحمت اللہ صاحب ساکن دار الرحمت غربی کے دستخط بطور گواہ درج ہیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جائے۔

(ناظم دار القضاء)

لجنات اصلاح و ارشاد کے جلسے منعقد کریں

جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ ماہ اپریل میں تمام لجنات کو حسب پروگرام اپنے اپنے ہاں خاص اہتمام کر کے اصلاح و ارشاد کے جلسے منعقد کرنے چاہئیں۔ لجنات اس سلسلے میں ضروری لٹریچر مرکز سے منگوا سکتی ہیں۔ ان جلسوں کی رپورٹیں ۱۰ مئی تک مرکز میں بھجوانی ضروری ہیں۔

(سیکرٹری اصلاح و ارشاد لجنہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے ماموں نسیم افضل صاحب گھٹنے سے اوپر ران میں سخت درد کی وجہ سے بیمار ہیں درد کی وجہ تشخیص نہیں ہو سکی۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار: ظفر اللہ خان محلہ دار النصر شرقی ربوہ۔ ضلع جھنگ)

۲۔ میری والدہ صاحبہ کی آنکھ کا اپریشن عنقریب ہونے والا ہے۔ احباب سے اپریشن کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مسعود احمد طاہر جماعت نہم (الف) تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

تحریک جدید کے سال ۳۲/۲۲ میں وعدہ کے ساتھ ہی رقم ادا کرنیوالے مخلصین

نمبر شمار	نام معطی	نام جماعت	اداکردہ رقم
۱-	چوہدری سردار محمد صاحب	آنبہ دار برٹن	۰۰ — ۱۰۰ روپے
۲-	چوہدری محمد ابراہیم صاحب	"	۰۰ — ۵۲ روپے
۳-	چوہدری عبدالحمید صاحب	"	۰۰ — ۲۰ روپے
۴ -	مولوی عبدالرحمٰن صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۵ -	حاجی فضل محمد صاحب	"	۰۰ — ۱۱۰ روپے
۶ -	حاجی عظمت بی بی صاحبہ	"	۰۰ — ۴۸ روپے
۷ -	عبدالغفور صاحب کالیہ	"	۰۰ — ۲۱ روپے
۸ -	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب	"	۵۰ — ۲۰ روپے
۹ -	ملک محمد علی صاحب		۰ — ۱۱ روپے
۱۰-	چوہدری محمد الدین صاحب مع پانچ کس لواحقین	"	۶۹ — ۴۸ روپے
۱۱ -	مولوی عبدالحق صاحب		۰۰ — ۲۵ روپے
۱۲ -	چوہدری رحیم بخش صاحب	ڈھاباں سنگھ	۵۰ — ۱۶ روپے
۱۳ -	چوہدری تاج الدین صاحب	بارڑیانوالہ	۵۰ — ۱۰ روپے
۱۴ -	چوہدری محمد خان	لگھوان پورہ	۰۰ — ۱۰ روپے
۱۵ -	چوہدری نصراللہ خاں صاحب	نواں کوٹ چک ۹۷	۰۰ — ۲۱ روپے
۱۶ -	مستری فضل دین صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۱۷ -	چوہدری سعید احمد صاحب، مع اہلیہ صاحبہ	کرتو	۰۰ — ۱۳ روپے
۱۸ -	چوہدری عطاء اللہ صاحب مع اہل وعیال	"	۰۰ — ۱۵ روپے
۱۹ -	رحمت علی صاحب ولد سردار خاں صاحب	"	۰۰ — ۲۵ روپے
۲۰ -	چوہدری نذیر احمد صاحب	"	۷۵ — ۲۶ روپے
۲۱	رشیم بی بی صاحبہ والدہ لطیف احمد صاحب	"	۵۰ — ۱۰ روپے
۲۲	مستری رحمت علی صاحب مع اہل وعیال	"	۶۲ — ۳۶ روپے
۲۳	مقصودہ زہرہ صاحبہ	"	۳۷ — ۲۶ روپے
۲۴	چوہدری رحمت علی صاحب	"	۳۵ — ۱۷ روپے
۲۵ -	حافظ محمد اسماعیل صاحب	چک ۱۱۷ چھور	۰۰ — ۱۰ روپے
۲۶ -	رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ یحییٰ احمد صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۲۷ -	محمد عطا دری صاحب	ڈھاکے	۰۰ — ۲۱ روپے
۲۸ -	حکیم علی محمد صاحب مع لواحقین	بیداد پور	۰۰ — ۸۳ روپے
۲۹ -	محمد ابراہیم صاحب	چک ۵ رتیال	۰۰ — ۱۲ روپے
۳۰ -	محمد اسلم صاحب	آدم پور	۰۰ — ۱۲ روپے
۳۱ -	خورشید بیگم صاحبہ مع خاندان	کوجر	۵۰ — ۱۰ روپے
۳۲ -	بشیر محمد صاحب	آنبہ دار برٹن	۰۰ — ۱۷۷ روپے
۳۳ -	لواحقین بشیر محمد صاحب ۱۱ کس	"	۰۰ — ۱۱۹ روپے
۳۴ -	سید لال شاہ صاحب مع لواحقین چار کس	"	۰۰ — ۴۲ روپے
۳۵	چوہدری محمد ابراہیم صاحب مع لواحقین چار کس	"	۰۰ — ۵۲ روپے
۳۶	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب	"	۴۹ — ۲۱ روپے
۳۷	چوہدری ممتاز احمد صاحب مع اہلیہ	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۳۸	منظور احمد صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۳۹	چوہدری نذیر احمد صاحب	سرائے	۰۰ — ۲۹ روپے
۴۰	محمد ایوب صاحب مع اہل وعیال	کلسیاں	۰۰ — ۱۰ روپے
۴۱	احمد صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۴۲	عمر حیات صاحب	"	۰۰ — ۱۰ روپے
۴۳	چوہدری سارنگ خاں صاحب مع لواحقین آٹھ کس	مڑھ بلوچاں	۰۰ — ۱۵۵ روپے
۴۴	خلیل احمد صاحب	چک ۱۸ ابھنڈو	۴۴ — ۱۱ روپے
۴۵ -	چوہدری محمد خاں صاحب	چک ۵ رتیال	۰۰ — ۱۰ روپے

(وکیل المال اول تحریک جدید)

تعمیر مساجد احمدیہ سوئٹزرلینڈ و ڈنمارک میں حصہ لینے والوں کیلئے خوشخبری

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ۲۸ تبلیغ ۱۳۴۵ھ ش / ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء تک تعمیر مساجد احمدیہ سوئٹزرلینڈ اور ڈنمارک کے نئے وعدہ جات اور نقد ادائیگی فرمانے والے بھائیوں اور بہنوں کے اسمائے گرامی الغرض دعا اور منظوری نیز ان احباب کے نام جو ان مساجد کے چندہ کی فراہمی میں کوشش فرماتے ہیں پیش کیے گئے۔ ان فہرستوں کو ملاحظہ فرما کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"جزاکم اللہ احسن الجزاء"

اللہ تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں اور بہنوں کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور انہیں زیادہ سے زیادہ قربانیوں اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہمارے جملہ بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اسیطرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے خاص فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔ نیز سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں حاصل کریں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

مکرم کرنل نصراللہ خاں صاحب ولد شتاد علی خان صاحب مرحوم موصی ۶۴۲۲ نے بمقام کانپور ضلع رہتک (بھارت) سے مورخہ ۳ فروری ۱۹۴۳ء سے وصیت کی تھی۔ ان کی سابق سکونت ۲/۷ کننگھم روڈ لاہور چھاؤنی تھی۔ دفتر ہذا کو موصی مذکور کا ایڈریس مطلوب ہے اگر کسی صاحب کو ان کے ایڈریس کا علم ہو یا موصی موصوف خود اس اعلان کو پڑھیں تو موجودہ پتہ سے اطلاع فرمائیں۔ تاکہ وصیت کے سلسلہ میں ضروری خط وکتابت کی جا سکے

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

سیکرٹریان مال سے

سیکرٹری مال جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ جن جماعتوں کے پاس رسید بکیں ہوں اور جو ختم ہو چکی ہوں۔ اور انسپکٹران بیت المال نے پڑتال کر لیا ہو وہ فتنات ہذا میں بذریعہ ڈاک واپس بھجوا دیں یا مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان کے ہاتھ بھجوا دیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

درخواست دعا

۱- مکرم محمد بشیر صاحب نکیال ضلع میرپور آزاد کشمیر اور ان کے بیوی بچے بعض عوارضات میں مبتلا ہیں۔ قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی جملہ تکلیفوں اور پریشانیوں کو دور فرما کر اپنے خاص فضلوں سے نوازے آمین۔

۲- ہمارے ایک مخلص اور مخیر دوست مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب مینیجر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان کی تبادلہ ڈیرہ غازی خان سے راولپنڈی ہو گیا ہے قارئین دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس تبادلہ کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار شبیر احمد
وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ

ہوالشافی

صرف چار خوراک سے

بواسیر (بواسیر خونی ہو یا بادی) جوڑوں اور اعصاب کا درد ناسور (FISTULA) پرانا درد سر۔ دمہ۔ آنکھوں کے ککرے اور کان بہنا وغیرہ امراض ختم ہو سکتی ہیں

مکرم خواجہ سلطان محمود صاحب مدینہ کالونی والٹن ٹریننگ سکول لاہور کینٹ کی تصدیق ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: "خاکسار نے کیور یو سسٹم کے ہائیڈرو کیور (HYDRO CURE) کے چند کیپسول استعمال کئے اور مجھے بواسیر کی تکلیف سے آرام آگیا۔ واقعی بہت زود اثر دوا ہے" ڈ کورس کی قیمت پہلی دو آزمائشی خوراکیں ۳/- روپے۔ ایک درجن کورس پر ۲۵ فیصد کمیشن۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی لاہور و ربوہ

تعلیم الاسلام کالج کا جلسہ تقسیم اسناد و انعامات

(بقیہ صفحہ اوّل)

کہیں عارفانہ دعا کے ذریعے۔

پس تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ غور و فکر اور تدبر و تحقیق کے ساتھ ساتھ دعا کے ذریعہ مبدءِ فیض سے مدد اور نصرت طلب کرتے رہو کیونکہ جو کھٹکھٹاتا ہے اسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اگر تم اس نکتہ کو یاد رکھو گے تو علم کی نئی راہیں تم پر کھولی جائیں گی۔ آسمانی نور کے مینارِ علمی رفعتوں تک پہنچانے میں تمہارے مددگار ہوں گے اور تمہاری عارفانہ دعائیں محجوبانہ دعاؤں کے مقابل برتر اور بزرگ تر نتائج کی حامل ہوں گی اور پھر تم اسی طرح دنیا کے استاد تسلیم کئے جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے ایک وقت میں تمہارے آباء دنیا کے استاد بنے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ تدبیر اور دعا ہر دو کو اپنے کمال تک پہنچاؤ۔

حقیقی علوم کا انمول خزانہ

آخر میں حضور ایدہ اللہ نے طلبہ کو حقیقی علوم کے ایک انمول خزانہ کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا بعض علوم انسانی زندگی کے صرف ایک مخصوص حصہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض علوم کا تعلق ساری دنیوی زندگی سے ہوتا ہے اور بعض دیگر علوم ایسے ہیں جن کا تعلق دنیوی اور اخروی زندگی ہر دو سے ہے۔ درجہ بدرجہ ان تینوں قسم کے علوم کو جاننا ضروری ہے۔ علی الخصوص ان علوم کا جاننا اور سیکھنا تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے جن کا تعلق نہ صرف دنیوی زندگی سے بلکہ اخروی زندگی کے ساتھ بھی ہے کیونکہ ہماری دنیوی زندگی تو ہماری اصلی ابدی حقیقی اور ابدی زندگی کا ایک نہایت ہی مختصر حصہ ہے۔ حضور نے فرمایا ان موخر الذکر علوم کو صرف قرآن حکیم سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید روحانی علوم کا ایک انمول خزانہ ہے جس سے محرومی ابدی بدبختی کا نشان ہے۔ قرآن مجید روحانی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کے بنیادی اصولوں کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اور ان علوم دنیوی سے ایک اعجازی خدمت لے کر ان کی مثالوں سے علم دین کے پیچیدہ مسائل کو سمجھاتا اور ذہن نشین کراتا ہے

حضور نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ پس اے میرے عزیزو! قرآن کریم کو حرزِ جان بناؤ اسے ہمیشہ پڑھتے رہو۔ تفکر اور تدبر سے اس کے مضامین سمجھنے کی کوشش کرتے رہو۔ تمام دینی اور دنیوی برکتیں اس سے حاصل کرو کہ "الخیر کلّہٗ فی القرآن"۔

قومی و ملّی ضروریات کا تقاضہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ اسناد سے قبل تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) نے کالج کی سالانہ رپورٹ جو اس کی مساعیٔ جمیلہ کے مختصر خاکہ پر مشتمل تھی پیش کرتے ہوئے تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے اور روحِ تعلیم کو نکھارنے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا قومی و ملّی ضروریات تعلیم کے پھیلاؤ کی متقاضی ہیں۔ ہر ذی ہوش فرد اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ علم کا پھیلاؤ ہی قوموں کو برتری اور رفعت عطا کیا کرتا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کو پھیلانے کی بجائے اسے سمیٹنے کی فکر کی جا رہی ہے۔ حالانکہ وطنِ عزیز کا ہر طبقہ اور ملک کا ہر گوشہ اس نور کا محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا سیدھا سادہ سوال ہے کہ تعلیمی مراکز سے دور رہنے والوں کو آخر علم کی روشنی سے کیوں محروم رکھا جائے! کون جانتا ہے کہ کس خاک میں کون سے گوہر پوشیدہ ہیں! آپ نے یہ بھی شکایت کی کہ ہمارے ہاں تعلیمی ڈھانچہ کو تبدیل کرنے کی طرف کچھ ضرورت سے

زیادہ توجہ دی جاتی رہی ہے اور یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ ہر تغیر ترقی کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن تعلیمی ڈھانچہ کو تبدیل کرنا صرف ایسی صورت میں مفید اور کارآمد ہو سکتا تھا کہ روحِ تعلیم کی طرف بھی مناسب توجہ ارزانی کی جائے اصل چیز روحِ تعلیم ہے اس کو نظر انداز کرکے تعلیمی ترقی کا خواب دیکھنا خیالِ خام ہے۔ آپ نے فرمایا اسی لئے تعلیم الاسلام کالج میں زیادہ توجہ روحِ تعلیم کو سنوارنے اور نکھارنے پر صرف کی جاتی ہے اور اسی بنیاد پر کالج میں توسیع و ترقی کی عمارت کو استوار کیا جا رہا ہے۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ کالج میں توسیع و ترقی تعلیم کی روح کو فروغ دینے اور قائم رکھنے کا باعث ہوگی۔

تقسیم اسناد کے مختصر کوائف

جلسۂ تقسیم اسناد محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی زیرِ صدارت کالج ہال میں منعقد ہوا۔ صبح دس بجے مہمان خصوصی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ محترم پرنسپل صاحب اور دیگر اساتذۂ کالج کی معیت میں جلوس کی صورت میں ہال میں تشریف لائے جملہ طلباء اور دیگر حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے اسٹیج پر مسند آراء ہونے پر جلسۂ تقسیم اسناد کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو کالج کے ایک طالب علم محمود سلطان نے کی۔ ازاں بعد محترم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب نے باری باری ایم اے، بی ایس سی، اور بی اے کے طلباء پیش کئے جنہیں محترم پرنسپل صاحب نے یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بناء پر اسناد عطا فرمائیں۔

اسناد عطا فرمانے کے بعد حضور

پرنسپل صاحب نے کالج کی سالانہ روداد پیش کی جس میں آپ نے کالج کے شاندار نتائج علمی و ادبی اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں نیز کھیلوں کے فروغ پر اختصار سے روشنی ڈالی نیز آپ نے تعلیم کے ضمن میں قومی و ملّی ضروریات کے بعض اہم تقاضوں کا بھی ذکر کیا۔ اور آخر میں اس مادرِ علمی سے رخصت ہونے والے طلبہ کو بعض بیش قیمت نصائح فرماتے ہوئے انہیں دین و دنیا کے امتزاج کو اپنے مزاجوں کا حصہ بنانے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا دین و دنیا کے اس امتزاج کو اس طرح اپنانا ضروری ہے کہ دین دنیا کے ہمدوش ہی نہ رہے بلکہ اس پر مقدم اور فائق رہے یہی آج کا تقاضا ہے اور یہی سبق ہم نے زمانہ کے مامور سے سیکھا ہے۔

روداد پیش کرنے کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ حضور حاضرین جلسہ سے خطاب فرمائیں چنانچہ حضور نے وہ نہایت پُر معارف و بصیرت افروز خطبہ اسناد ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ سطور بالا میں ہدیۂ قارئین کیا گیا ہے۔ حضور کے اس خطبہ کا جو علم و معرفت کا ایک بیش بہا خزانہ ہے مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

تقسیم انعامات

حضور ایدہ اللہ کے خطبہ اسناد کے بعد جلسۂ تقسیم اسناد اختتام پذیر ہوا۔ بعدہٗ محترم پرنسپل صاحب کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ نے تعلیم اور کھیل کے میدانوں میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ جس کے بعد تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کی ہر دو تقاریب کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئیں۔

درخواستِ دعا

میرے والد محترم چوہدری محمد اسلم صاحب عرصہ دراز سے بعارضہ تلی۔ اعصابی کمزوری بیمار ہیں۔ کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور بہت سی پریشانیاں درپیش ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ اور احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے

(این۔ اے۔ عابد۔ دار الرحمت وسطی۔ ربوہ)

جلسہ سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

۱۴ مارچ۔ آج بعد نماز مغرب مسجد گولبازار میں زیرِ صدارت محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب "جلسہ سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ" منعقد ہو رہا ہے۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام ہوگا۔ سب خدام اطفال اور دیگر احباب شامل ہو کر استفادہ فرماویں

(معتمد مقامی)